Islamic Center

خطبہ جمعۃ المبارک

بعنوان

سیرت ابراہیم قدم بقدم

منبر اللجنۃ العلمیۃ

16

بتاریخ: 12 جولائی 2019

بمطابق: 9 ذو القعدۃ 1440ھ

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

03086222418

بہ اھتمام

التبیان اسلامک سینٹر

لاہور۔ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیرت ابراہیم علیہ السلام قدم بقدم

خطبہ کے اہم عناصر:

- ابراہیم علیہ السلام دعوت کے میدانوں میں
- حیات بعد از ممات کا آنکھوں دیکھا حال
- ابراہیم علیہ السلام قوم کے بت کدے میں
- گستاخی کا مقدمہ اور عدالت کا فیصلہ
- سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا باہم مناظرہ
- قوم سے نظریاتی اختلاف اور بائیکاٹ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيم أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة النحل:123)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة النحل:123)

(پیارے پیغمبر!) آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے دین کی پیروی کیجئے، اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھے۔

جس پیغمبر کی پیروی کرنے کا ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا، اور جس کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ساری دنیا کے لوگ اللہ کے راستے میں لاکھوں کی تعداد میں جانور ذبح کرتے ہیں، ان کی سیرت یقیناً ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ اسی مناسبت سے آج کے خطبہ جمعہ سے سیرت ابراہیم (علیہ السلام) کے کچھ پہلو ذکر کیے جائیں گے۔

بعثت

قرآن کریم سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ماقبل زندگی پر روشنی نہیں پڑتی اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کسی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ البتہ ایک آیت سے اشارہ ملتا ہے کہ جب آپ کی دعوت

اپنے شباب پر تھی اور مخالفتوں کا بازار گرم تھا، اس وقت آپ جوانی کی عمر کو پہنچے ہوئے تھے۔قوم کے لوگ ایک موقع پر کہتے ہیں:

قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (سورة الانبياء:60)

ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا جس کا نام ابراہیم ہے۔

ابراہیم علیہ السلام دعوت کے میدانوں میں

کتب تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے پیش بہا نعمتوں سے مالا مال کر رکھا تھا۔اب چاہیے تو یہ تھا کہ جس عیش وعشرت، خوش حالی، فارغ البالی اور تہذیب وتمدن کی ترقی سے نوازا تھا، اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ ان نعمتوں پر اس کا شکر بجالاتے، صرف اس کی عبادت وبندگی کرتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے۔لیکن اس قوم کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدترین قسم کے شرک میں مبتلا ہو گئی تھی۔وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں گھڑے ہوئے معبودوں کی پرستش کرتی تھی۔ان حالات میں اللہ رب العالمین نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا، تاکہ وہ بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی کا صحیح راستہ بتائیں۔

باپ کو دعوت:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بارگاہ الٰہی سے نبوت سے سرفراز کیا گیا اور حکم ملا کہ اللہ کے گمراہ بندوں تک اس کا پیغام پہنچائیں تو انھوں نے سب سے پہلے اپنے باپ کو مخاطب کیا اور اس کے سامنے اپنی دعوت پیش کی۔

○ قرآن میں جن مقامات پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کی تفصیل آئی ہے، ان میں سے بیشتر میں ان کے، اپنے باپ اور قوم دونوں سے خطاب کا ذکر ہے۔سوائے دو مقامات کے (سورۃ الانعام:74، سورۃ مریم:42) کہ ان میں صرف باپ سے خطاب ہے۔اس سے اشارہ ملتا ہے کہ دعوت کے ابتدائی مرحلے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ تک حق کا پیغام پہنچایا۔اس کے سامنے غیر اللہ کی بے بسی واضح کی، اسے شیطان کی غلامی چھوڑ کر رحمن کی غلامی میں آنے کی دعوت دی:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا (سورة مريم:42۔45)

جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ! تو اس چیز کی عبادت کیوں کرتا ہے جو نہ سنتی ہے اور نہ دیکھتی ہے اور نہ تیرے کسی کام آتی ہے؟ اے میرے باپ! بے شک میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا، اس لیے میرے پیچھے چل، میں تجھے سیدھے راستے پر لے جاؤں گا۔ اے میرے باپ! شیطان کی عبادت نہ کر، بے شک شیطان ہمیشہ سے رحمان کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ! بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آ پڑے، پھر تو شیطان کا ساتھی بن جائے۔

ان آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو دین کی اساسیات پر ایمان لانے کی دعوت دی اور توحید ،رسالت اور آخرت کا واضح تصور پیش کیا۔ انھوں نے باپ کا پورا ادب واحترام ملحوظ رکھا اور انتہائی اپنائیت اور دل سوزی کے ساتھ سمجھایا۔ انداز مخاطب سے محبت، اپنائیت، خلوص اور خیر خواہی کے جن احساسات کا اظہار ہو رہا ہے وہ اہل زبان سے مخفی نہیں، مگر اس کا جواب باپ نے انتہائی ڈانٹ ڈپٹ سے دیا:

قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا(سورة مریم:46)

اس نے کہا کیا تو میرے معبود سے بے رغبتی کرنے والا ہے اے ابراہیم! یقیناً اگر تو باز نہ آیا تو میں ضرور ہی تجھے سنگسار کر دوں گا اور مجھے چھوڑ جا۔ اس حال میں کہ تو صحیح سالم ہے۔

قوم کو دعوت:

دعوت کے دوسرے مرحلے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی قوم اپنے ہی تراشیدہ بتوں کے آگے سر جھکاتی تھی۔ انہیں اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتی تھی۔ اپنے اس عمل کی ان کے پاس کوئی اگر کوئی دلیل تھی تو بس یہ کہ اپنے باپ دادا کو صدیوں سے انھوں نے ایسا ہی کرتے دیکھا تھا ۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے عقیدہ باطل پر کاری ضرب لگائی، ان کی گمراہی واضح کی اور ان کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَى ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ(سورة الانبیاء:52_56)

جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا: یہ مورتیاں کیسی ہیں جن کے تم لوگ گرویدہ ہو رہے ہو ؟انھوں نے جواب دیا: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے پایا ہے اس نے کہا: تم بھی گمراہ ہو اور

تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا: کیا تو ہمارے سامنے اصلی خیالات پیش کر رہا ہے یا مذاق کر رہا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں بلکہ فی الواقع تمہارا رب وہی ہے، جو زمین اور آسمانوں کا رب اور ان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس پر میں تمہارے سامنے گواہی دیتا ہوں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت توحید سن کر ان کی قوم کو یقین نہ آیا کہ وہ اس میں سنجیدہ ہیں۔ اس نے دریافت کیا کہ باپ دادا کے رسم و رواج اور طریقے کے برخلاف ایک دوسرا طریقہ پیش کر کے کہیں وہ مذاق تو نہیں کر رہے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ قوم نے یہ بات آغاز دعوت میں کہی تھی۔

○ قرآن میں ایک دوسرے موقع پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم کے درمیان ہونے والی گفتگو اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت تفصیل سے مذکور ہے:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ (سورة الشعراء: 70_82)

اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا: یہ کیا چیزیں ہیں جن کو تم پوجتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: کچھ بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں اور ہم انہی کی سیوا میں لگے رہتے ہیں۔ اس نے پوچھا: کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جنہیں تم پکارتے ہو؟ یا یہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا کرتے پایا ہے۔ اس پر ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: کبھی تم نے (آنکھیں کھول کر) ان چیزوں کو دیکھا بھی ہے جن کی بندگی تم اور تمھارے پچھلے باپ دادا بجالاتے رہے؟ میرے تو یہ سب دشمن ہیں۔ بجز ایک رب العالمین کے، جس نے مجھے پیدا کیا، پھر وہی رہنمائی فرماتا ہے، جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے، جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میں وہ میری خطا معاف فرمادے گا۔

ان آیات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تفصیل سے واضح کیا کہ کسی کے معبود ہونے کے لیے اس کا کن کن صفات سے متصف ہونا ضروری ہے، انھوں نے فرمایا کہ چونکہ رب العالمین میں یہ صفات پائی جاتی ہیں، اس لیے میں اس کی عبادت بجالاتا ہوں اور چونکہ یہ بت ان تمام اوصاف سے محروم ہیں اس لیے ان کی

عبادت میں میں سراسر خسارہ دیکھتا ہوں، یہ سب میرے دشمن ہیں۔

○ایک موقع پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعوت ان الفاظ میں قرآن مجید میں مذکور ہے:

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ(سورة العنكبوت:16/17)

اور ابراہیم (علیہ السلام) کو بھیجا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پوج رہے ہو، وہ تو محض بت ہیں اور تم ایک جھوٹ گھڑ رہے ہو۔ درحقیقت اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو، وہ تمہیں کوئی رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو، اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

○ایک موقع پر اپنی قوم سے یوں گویا ہوئے:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة الصافات:85/87)

اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیا چیزیں ہیں جن کی تم عبادت کررہے ہو؟ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹ گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو۔ آخر رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟

دعوت کا ایک نیا انداز:

یہ تو ظاہر ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کرتی تھی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سوچا کہ ان کے اس عقیدے پر بھی ضرب لگائی جائے اور ان پر واضح کیا جائے کہ یہ معبود نہیں ہیں بلکہ خود اپنے پیدا کرنے والے کے محتاج ہیں۔ چنانچہ اس کام کے لیے انہوں نے ایک نیا انداز اختیار کیا، جسے قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَبًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَذَا رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة الانعام:76/79)

توجب اس پر رات چھا گئی تواس نے ایک ستارہ دیکھا کہنے لگا یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہونے ہوگیا تو اس نے کہا میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں کرتا۔پھر جب اس نے چاند کو چمکتا ہوا دیکھا، کہا یہ یہ میرا رب ہے، پھر جب وہ غروب ہو گیا تو اس نے کہا یقینا اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی تو یقینا میں ضرور گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔ پھر جب اس نے سورج چمکتا دیکھا، کہا یہ میرا رب ہے، یہ سب سے بڑا ہے، پھر جب وہ غروب ہو گیا کہنے لگا اے میری قوم !بے شک میں اس سے بری ہوں جو تم شریک بناتے ہو۔ بے شک میں نے اپنا چہرہ اس کی طرف متوجہ کرلیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، ایک (اللہ کی) طرف ہو کر اور میں مشرکوں سے نہیں۔

۞ان آیات کے مفہوم کے بارے میں حضرات مفسرین کے مابین کچھ اختلاف پایا جاتا ہے:

○مفسرین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ آیات سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فکری ارتقاء پر دلالت کرتی ہیں، چونکہ ان کی ولادت اور پرورش ایک غار میں ہوئی تھی، تو جب وہ سن رشد کو پہنچنے کے بعد وہاں سے نکلے، تب انہوں نے اجرام سماوی کو دیکھا۔

○مفسرین کے دوسرے گروہ کا کہنا یہ ہے کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو سمجھانے کے لیے ایک تدبیر اختیار کی اور وہ یہ کہ ایک رات انہوں نے ایک چمکتا ہوا ستارہ دیکھا تو بولے: یہ میرا رب ہے۔ یہ بات انہوں نے اس طرح فرمائی ہوگی کہ دوسرے لوگوں کے کانوں میں پڑ جائے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو اسی انداز میں کہ دوسرے لوگ بھی سن لیں، فرمایا: میں ڈوب جانے والوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ بات چونکہ انہوں نے قوم کے لوگوں کو براہ راست مخاطب کر کے نہیں فرمائی تھی، اس لیے وہ مشتعل نہیں ہوئے۔ البتہ سوچ میں ضرور پڑ گئے ہوں گے۔ پھر چاند کو دیکھ کر انہوں نے اسی انداز میں وہی بات کہی جو ستارے دیکھ کر کہی تھی۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو دوسروں کو سنانے کے لیے خود کو مخاطب کر کے کہا: اے میرے رب! اگر تو نے میری راہنمائی نہ کی تو میں گمراہ لوگوں میں سے ہو جاؤں گا۔اسی طرح ایک موقعہ پر انہوں نے سورج کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے اور یہ بڑا رب ہے۔ پھر جب وہ بھی ڈوب گیا تو آپ نے پرزور اسلوب میں شرک سے برات کا اعلان کرتے ہوئے لوگوں کے ضمیر کو جھنجوڑتے ہوئے کہا: اے میری قوم! میں ان چیزوں سے اظہار براءت کرتا ہوں، جنہیں تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے اپنا رخ اس ہستی کی جانب پھیر لیا ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ میں اس کی طرف یکسو ہوں اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

○سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تینوں جوابات جو دعوت توحید سے بھرپور تھے،سن کر قوم جھگڑے پر اتر آئی،اپنے معبودوں سے ڈرانے دھمکانے لگی،قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَحَاجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ أَنَّكُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا(سورة الانعام:81/80)

اوراس کی قوم نے اس سے جھگڑا کیا،اس نے کہا کیا تم مجھ سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو،حالانکہ یقینا اس نے مجھے ہدایت دی ہے اور میں اس سے نہیں ڈرتا جسے تم اس کے ساتھ شریک بناتے ہو،مگر یہ کہ میرا رب کچھ چاہے،میرے رب نے ہر چیز کا احاطہ علم کر رکھا ہے،تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

✪سیاق وسباق سے اسی مفہوم کی تائید ہوتی ہے:

① آیت 74 میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خطاب اپنے باپ سے تھا اور انہوں نے اس کی بت پرستی کو گمراہی قرار دیا تھا۔اگلی آیت کو کذالک (اسی طرح) سے مربوط کیا گیا ہے۔اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان میں بھی دراصل مناظرہ ہی کر رہے تھے۔

② چاند کے ڈوب جانے کے بعد انہوں نے فرمایا:اگر میرے رب نے میری راہنمائی نہ کی ہوتی تو میں بھی گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا ہوتا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے رب کو تلاش نہیں کر رہے تھے بلکہ ان کا پہلے سے اس پر ایمان تھا۔

③ یہ معاملہ قوم سے وابستہ تھا،اسی وجہ سے انہوں نے تیسری مرتبہ سورج ڈوبنے کے بعد قوم سے خطاب کرتے ہوئے شرک سے براءت کا اعلان کیا تھا۔اگر یہ خود ہی ان کے فکری ارتقاء کا معاملہ تھا تو قوم سے خطاب کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

⑤ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اس گفتگو کو اللہ تعالیٰ نے،ان کی قوم کے مقابلے میں اپنی جانب سے حجت قرار دیا ہے۔

حیات بعد از ممات کا آنکھوں دیکھا حال

موت کی حقیقت ہر انسان تسلیم کرتا ہے،مگر اکثر مشرک قومیں حیات بعد از ممات کی انکاری ہی رہی ہیں اور گمراہ عوام کی تاریخ پر ایک نظر ڈالی جائے تو ان کی دین سے بے رغبتی،قساوت قلبی اور اخلاقی بگاڑ کا سب سے بڑا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایمان بالآخرۃ کے اصول کو فراموش کر چکے تھے۔بالکل یہی حال قوم

نمرود کا تھا،اسی لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کیا کہ مجھے دکھائیں کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں تاکہ عین الیقین بھی ہوجائے اور قوم بھی مرنے کے بعد جی اٹھنے اور حساب وکتاب ہونے پر ایمان لا سکے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتَى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَى كُلِّ جَبَلٍ مِنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (سورة البقرة:260)

اورجب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا ؟فرمایا اور کیا تو نے یقین نہیں کیا ؟ کہا کیوں نہیں اور لیکن اس لیے کہ میرا دل پوری تسلی کرلے۔فرمایا چار پرندے پکڑ اور انھیں اپنے ساتھ مانوس کرلے،پھر ہر پہاڑ پر ان کا ایک حصہ رکھ دے،پھر انھیں بلا،دوڑتے ہوئے تیرے پاس آجائیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ سب پر غالب کمال حکمت والا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام قوم کے بت کدے میں

قوم میلے میں مصروف تھی،تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام قوم کے خداؤں سے ملاقات کرنے کے لئے بت کدے میں پہنچ جاتے ہیں اور جس طرح ان سے مخاطب ہوئے،قرآن مجید نے اس کا منظر یوں کھینچا ہے:

فَرَاغَ إِلَى آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ(سورة الصافات:91_93)

تو وہ چپکے سے ان کے معبودوں کی طرف گیا اور اس نے کہا کیا تم کھاتے نہیں؟تمھیں کیا ہے کہ تم بولتے نہیں؟ پھر وہ دائیں ہاتھ سے مارتے ہوئے ان پر پل پڑا۔

○اور ان کا جو حشر کیا اس کا نقشہ قرآن مجید نے یوں پیش کیا ہے:

فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ (سورة الانبياء :58_60)

پس اس نے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کردیا،سوائے ان کے ایک بڑے کے،تاکہ وہ اسی کی طرف رجوع کریں۔انھوں نے کہا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ بلاشبہ وہ یقیناً ظالموں سے ہے۔لوگوں نے کہا ہم نے ایک جوان کو سنا ہے،وہ ان کا ذکر کرتا ہے،اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔

گستاخی کا مقدمہ اور عدالت کا فیصلہ

بادشاہ وقت کی گستاخی کے الزام پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ پھر حکم ہوا:

قَالُوا فَأْتُوا بِهِ عَلَى أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ(سورۃ الانبیاء :61)

انھوں نے کہا پھر اسے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے لاؤ، تاکہ وہ گواہ ہو جائیں۔

○ چنانچہ آپ علیہ السلام کو لایا گیا اور یہ مکالمہ زیر بحث آیا:

قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ فَرَجَعُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَى رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ أُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ(سورۃ الانبیاء :62۔67)

انھوں نے کہا کیا تو نے ہی ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کیا اے ابراہیم؟ اس نے کہا بلکہ ان کے اس بڑے نے کیا ہے، سو ان سے پوچھ لو، اگر وہ بولتے ہیں تو وہ اپنے دلوں کی طرف لوٹے اور کہنے لگے یقیناً تم خود ہی ظالم ہو۔ پھر وہ اپنے سروں پر الٹے کر دیے گئے، بلاشبہ یقیناً تو جانتا ہے کہ یہ بولتے نہیں۔ کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ نفع دیتی ہے اور نہ تمھیں نقصان پہنچاتی ہے؟ اف ہے تم پر اور ان چیزوں پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، تو کیا تم سمجھتے نہیں۔

○ مجمع عام میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پوری قوم لاجواب ہو کر ہکی بکی رہ گئی، آپ کو ان کے معبود ان باطلہ کی تردید کرنے کے بعد توحید باری تعالیٰ بیان کرنے کا موقع ملا:

وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ وَإِنْ تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ(سورۃ العنکبوت :16۔18)

اور ابراہیم کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ تم اللہ کے سوا چند بتوں ہی کی عبادت کرتے ہو اور تم سراسر جھوٹ گھڑتے ہو، بلاشبہ اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو تمھارے لیے کسی رزق کے مالک نہیں ہیں، سو تم اللہ کے ہاں ہی رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر کرو، اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاؤ تو تم سے

پہلے کئی امتیں جھٹلا چکی ہیں اور رسول کے ذمے تو کھلم کھلا پہنچا دینے کے سوا کچھ نہیں۔

آگ کے شعلے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سلامتی:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ(سورۃالعنکبوت:24)

پھر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ اسے قتل کر دو، یا اسے جلا دو۔

○ایک اور دوسرے مقام پر فرمایا:

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ(سورة الصافات:94۔97)

تو وہ دوڑے ہوئے اس کی طرف آئے۔اس نے کہا کیا تم اس کی عبادت کرتے ہو جسے خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا اور اسے بھی جو تم کرتے ہو۔انہوں نے کہا اس کے لیے ایک عمارت بناؤ، پھر اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دو۔

○اور فہم وفراست سے عاری لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ:

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ (سورة الانبياء:68)

انھوں نے کہا اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اگر تم کرنے والے ہو۔

یعنی اپنی ہی زبانوں سے اپنے معبودوں کی بے کسی کا نوحہ کر رہے تھے۔

○لوگوں کے اسی فیصلے کے مطابق ایک بہت بڑی عمارت میں آگ سلگائی گئی،جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ڈال دیا گیا،اب ہر فرد منتظر تھا کہ ابھی ابھی ہمارے بزرگوں کا گستاخ جل کر راکھ ہو جائے گا اور ہمارے بزرگوں کی عظمت قائم رہے گی ، ہمارا مذہب سچا ثابت ہوگا،مگر اللہ رب العزت بھی اپنے وفادار بندے کو کبھی بے یارو مددگار ہر گز نہیں چھوڑتا، چنانچہ رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور آسمانوں سے اللہ کا حکم آگ پر نافذ ہوتا ہے:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ (سورة الانبياء :69۔70)

ہم نے کہا اے آگ! تو ابراہیم پر سراسر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا۔اور انھوں نے اس کے ساتھ ایک چال کا ارادہ کیا تو ہم نے انھی کو انتہائی خسارے والے کر دیا۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے:

فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ(سورة العنكبوت :24)

تو اللہ نے اسے آگ سے بچالیا۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

حکمرانوں سمیت ساری قوم حیراں و ششدر رہ گئی، مگر اللہ کی اتنی بڑی نشانی دیکھ کر بھی انہیں ایمان لانے کی توفیق میسر نہ ہوئی۔

آگ سے نکلنے کے بعد قوم کو خطاب

آگ سے نکلنے کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے قوم کو مخاطب کر کے کہا:

وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ(سورة سورة العنكبوت :25)

اور اس نے کہا بات یہی ہے کہ تم نے اللہ کے سوا بت بنائے ہیں، دنیا کی زندگی میں آپس کی دوستی کی وجہ سے، پھر قیامت کے دن تم میں سے بعض بعض کا انکار کرے گا اور تم میں سے بعض بعض پر لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانا آگ ہی ہے اور تمہارے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا باہم مناظرہ

اپنے آپ کو خدا کہلانے والے نمرود کو اپنی جھوٹی خدائی کے چلے جانے کا خدشہ لاحق ہو گیا تو اس نے اپنی انانیت کی خاطر ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑنا شروع کر دیا، جیسے قرآن مجید نے ان کلمات میں بیان کیا ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(سورة البقرة :258)

کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا، اس لیے کہ اللہ نے اسے حکومت دی تھی، جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندگی بخشتا اور موت دیتا ہے، اس نے کہا میں زندگی بخشتا اور موت دیتا ہوں، ابراہیم نے کہا پھر اللہ تو سورج کو مشرق سے لاتا ہے، پس تو اسے

مغرب سے لے آ، تو وہ جس نے کفر کیا تھا حیرت زدہ رہ گیا اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اب نمرود پر تمام حقائق واضح ہو چکے تھے اپنی سلطنت کو بچانے کی خاطر حق بات پر ایمان نہ لایا۔ حق سے روگردانی کے بعد عذاب الٰہی اس طرح مسلط ہوتا ہے کہ انا ربکم الاعلیٰ کہلانے والے کی ناک کے راستے سے دماغ میں مچھر داخل ہوتا ہے، سر میں شدید درد ہوتی ہے، قلق واضطراب کا عالم طاری ہوجاتا ہے، نوکر مقرر کیا جاتا ہے، سر میں جوتے مارتا ہے تو لمحہ بھر آرام نصیب ہوتا ہے، پھر درد شروع ہوجاتا ہے، پھر جوتے پڑتے ہیں، یوں خدائی کا دعویدار جوتے کھاتے کھاتے مرجاتا ہے۔

قوم سے نظریاتی اختلاف اور بائیکاٹ

توحید کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے، وہاں غیروں کی الوہیت وربوبیت کا باطلہ کا انکار بھی کیا جائے، صرف انکار ہی نہیں، بلکہ مشرکین اور ان کے شرکاء سے عداوت اعلان بانگ دہل کیا جائے، اسی پر بس نہیں بلکہ موحد انسان اپنے پختہ نظریات اور اٹل عقائد کی وجہ سے اللہ کے دشمن کے دل میں کھٹکتا رہے۔

اسی طرح کی عداوت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مول لی، اور قوم سے براءت کا اعلان ڈنکے کی چوٹ پر کیا، قوم کے عقائد کی نفی کی، ان کے خداؤں کا قلع قمع کیا، حکمران سے ٹکر لی، باپ اور قوم کی محبتوں کی پرواہ نہ کی ، پھر قرآن مجید نے بھی آپ کے اس عمل کو کلمہ باقیہ قرار دیا اور رہتی دنیا تک بنی نوع انسان کے لئے ایمان کا معیار بنادیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ(سورة الممتحنة :4۔6)

یقینا تمہارے لیے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ تھا، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں سے بری ہیں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم تمہیں نہیں مانتے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہوگیا ہے۔

یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ، مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا (تمہارے لیے نمونہ نہیں) کہ بے شک میں تیرے لیے بخشش کی دعا ضرور کروں گا اور میں تیرے لیے اللہ سے کسی چیز (کے دلوانے) کا مالک نہیں ہوں، اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں ان لوگوں کے لیے آزمائش نہ بنا جنھوں نے کفر کیا اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! یقیناً تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔ بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے ان میں اچھا نمونہ تھا، اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور جو کوئی منہ پھیرے تو یقیناً اللہ ہی وہ ذات ہے جو بے پرواہ ہے، تمام تعریفوں کے لائق ہے۔

○ یہی بات دوسرے مقام پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے ان الفاظ میں بھی مرقوم ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ(سورۃ الزخرف:26_28)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان چیزوں سے بالکل بری ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ سوائے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا، پس بے شک وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔ اور اس نے اس (توحید کی بات) کو اپنے پچھلوں میں باقی رہنے والی بات بنا دیا، تاکہ وہ رجوع کریں۔

○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے گھر سے نکلتے وقت باپ سے وعدہ کیا تھا کہ میں آپ کے لیے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا، مگر جب یقین ہو گیا کہ ہدایت اس کی قسمت میں نہیں، یہ رب کا پکا باغی ہے تو اس وعدے سے بھی باز آ جانے کا اظہار کیا جس ذکر سورۃ التوبہ میں اس طرح ہے:

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ(سورۃ التوبہ :114)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا نہیں تھا مگر اس وعدہ کی وجہ سے جو اس نے اس سے کیا تھا پھر جب اس کے لئے واضح ہو گیا کہ بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گیا۔ بے شک ابراہیم یقینا بہت نرم دل، بڑا بردبار تھا۔

(جاری ہے)

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:	واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی	03111701903
03086222418	03036604440
03111701903	03086222416

Islamic Center

خطبہ جمعۃ المبارک

بعنوان

سیرت ابراہیم قدم بقدم (حصہ دوم)

منبر اللجنة العلمية

17

بتاریخ: 19 جولائی 2019

بمطابق: 16 ذو القعدۃ 1440ھ

خطبہ رائٹر

حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

03086222418

بہ اہتمام

التبیان اسلامک سینٹر

لاہور۔ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیرت ابراہیم علیہ السلام قدم بقدم (2)

خطبہ کے اہم عناصر:

❀ سفر ہجرت اور اس کے نشیب وفراز ❀ بے آب وگیاہ وادی میں
❀ تعمیر خانہ کعبہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَمَّا بَعدُ فَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيم أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (سورة النحل:123)

سفرِ ہجرت اور اس کے نشیب وفراز

جب آزر، نمرود اور قوم پر تبلیغ کی ہر حجت قائم ہو چکی تو آپ علیہ السلام کو ہجرت کرنے کا حکم ہوا تاکہ اس باغی قوم پر عذاب الٰہی مسلط کیا جائے تو آپ علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ بنت ہاران (علیہا السلام) اور اپنے بھتیجے سیدنا لوط (علیہ السلام) کو ساتھ لیا اور فرمایا:

إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ (سورة الصافات:99)

بے شک میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ مجھے ضرور راستہ دکھائے گا۔

○ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ (سورة الانبیاء:71)

اور ہم نے اسے اور لوط کو اس سرزمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے جہانوں کے لیے برکت رکھی ہے۔

○چنانچہ آپ دریائے فرات کے کنارے کنارے چلتے ہوئے حران تشریف لائے، اہل حران پر بھی

تبلیغ بے اثر رہی ،لہٰذا وہاں سے ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے اور ارض فسلطین میں جا پہنچے ،یہاں آپ نے گزران کے لیے بھیڑ بکریاں رکھ لیں ،جن میں خوب اضافہ ہوا مگر قحط سالی کی وجہ سے سبزہ ختم ہو گیا ،بھتیجے لوط بن ہاران کو(جو پیغمبر بن چکے تھے) یہاں تبلیغ کے لیے چھوڑا اور خود مصر کی راہ لی ۔

عزت و ناموس کی آزمائش:

مصر کا فرعون سنان بن علوان یا سنان بن زقیون بہت بدقماش انسان تھا ،لوگوں کی خوبصورت بیویوں کو چھین لیتا اور خاوندوں کو قتل کروا دیتا تھا۔ جب اس بادشاہ کو بتایا گیا کہ ایک قافلہ آیا ہے جس میں ایک خوبصورت عورت ہے ،تو اس نے چیلوں کے ذریعے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بلوا بھیجا ،اس کو حکم دیا کہ بیوی کو میرے حوالے کردو۔جس کی تفصیل صحیح بخاری میں کچھ یوں ہے :

بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ، إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا، فَقَالَ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ: أُخْتِي، فَأَتَى سَارَةَ قَالَ: يَا سَارَةُ: لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرَكِ، وَإِنَّ هَذَا سَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّكِ أُخْتِي، فَلاَ تُكَذِّبِينِي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأُخِذَ، فَقَالَ: ادْعِي اللَّهَ لِي وَلاَ أَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللَّهَ فَأُطْلِقَ، ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَأُخِذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ، فَقَالَ: ادْعِي اللَّهَ لِي وَلاَ أَضُرُّكِ، فَدَعَتْ فَأُطْلِقَ، فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ، إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ، فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ، فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ: مَهْيَا، قَالَتْ: رَدَّ اللَّهُ كَيْدَ الكَافِرِ، أَوِ الفَاجِرِ، فِي نَحْرِهِ، وَأَخْدَمَ هَاجَرَ

ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ علیہا السلام ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا ایک آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور سارہ علیہا السلام کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بہن (دینی اعتبار سے) ہے۔اس لیے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے سارہ کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور پھر اس مرتبہ بھی پکڑ لیا گیا ،بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور پھر

کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لیے دعا کرو، میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔سارہ نے دعا کی تو وہ چھوڑ دیا گیا۔اس کے بعد اس نے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے، یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) سارہ علیہا السلام کے لیے اس نے ہاجر کو خدمت کے لیے دیا۔جب سارہ آئیں تو ابراہیم کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔آپ نے ہاتھ کے اشارے سے ان کا حال پوچھا،انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کے فریب کو اس کے منہ پر دے مارا اور ہاجر کو خدمت کے لیے دیا ہے۔

صحیح البخاری:3358

○ آپ یہاں سے واپس لوٹے اور ارض فسلطین میں السبع کے مقام پر فروکش ہوئے، جو صحرائے شام کے جنوب میں واقع ہے،ادھر لوط کو آپ کی واپسی کی خبر ملی تو وہ بھی آپ کو اسی مقام پر آ ملے۔

○ کچھ عرصہ یہاں قیام کرنے کے بعد آپ نے لوط کو تبلیغ کے لئے فسلطین کے علاقہ مؤتفکہ کے شہر سدوم اور اس کی نواحی بستیوں میں بھیج دیا اور خود ہجرت کرکے مقام حَبرون آکر قیام کیا،جس کا نام بعد میں الخلیل پڑ گیا،اب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر اسی (80) برس ہوچکی ہے،اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے کہ ختنہ کرو،جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالقَدُّومِ

ابراہیم علیہ السلام نے اسی (80) سال کی عمر میں تیشے کے ساتھ اپنا ختنہ خود کیا۔

صحیح البخاری:3356

ذبیح اللہ کی ولادت باسعادت:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر چھیاسی برس ہوچکی تھی،عام انسانوں کی طرح اولاد جیسی پیش قدر نعمت کا ہر انسان خواہش مند ہوتا ہے،رب تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ (سورة الصافات :100)

اے میرے رب! مجھے نیکوں میں سے اولاد عطا فرما۔

○ رب تعالیٰ نے اپنے خلیل کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور فرمایا:

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (سورة الصافات:101)

تو ہم نے اسے بردبار لڑکے کی بشارت دی۔

○ اکثر مفسرین کے نزدیک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پہلے بیٹے جو دعائیں مانگ کر لئے تھے،وہ

اسماعیل علیہ السلام ہیں، جو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے اور یہی اکلوتے بیٹے ہیں جن کی قربانی اللہ نے مانگی اور انہیں ذبیح اللہ کے پرافتخار لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔

بے آب و گیاہ وادی میں

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد سے نوازا۔ وہ اس سے بہت محبت کرتے تھے، جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کچھ بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا۔ اس نے حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اس کی ماں سمیت بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آؤ۔ یہ بہت بڑی آزمائش تھی، لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ بالآخر جب وہ اس آزمائش میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے اس بیابان میں زندگی کا سامان کر دیا۔ اس واقعے کی طرف قرآن حکیم میں یوں اشارہ ملتا ہے:

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ (سورۃ ابراہیم: 37)

اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں آباد کیا ہے، جو کسی کھیتی والی نہیں، تیرے حرمت والے گھر کے پاس، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ سو کچھ لوگوں کے دل ایسے کر دے کہ ان کی طرف مائل رہیں اور انہیں پھلوں سے رزق عطا کر، تاکہ وہ شکر کریں۔

○ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے اپنی ماں کے ساتھ بے آب گیاہ وادی میں آباد کیے جانے کا واقعہ حدیث میں تفصیل سے مذکور ہے:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہاجرا اور اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں لے کر آئے اس وقت ابھی وہ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو کعبہ کے پاس ایک بڑے درخت کے پاس بٹھا دیا جو اس جگہ تھا جہاں آب زم زم ہے۔ مسجد کی بلند جانب میں۔ ان دنوں مکہ میں کوئی انسان نہیں تھا۔ اس لئے وہاں پانی نہیں تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو وہیں چھوڑ دیا اور ان کے لئے ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجور اور ایک مشک میں پانی رکھ دیا، پھر ابراہیم علیہ السلام (اپنے گھر کے لئے) روانہ ہوئے۔ اس وقت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس خشک جنگل میں جہاں کوئی بھی آدمی اور کوئی بھی چیز موجود نہیں، آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے کئی دفعہ اس بات کو دہرایا، لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف دیکھتے نہیں تھے۔ آخر ہاجر علیہا السلام نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ

ہاں ۔اس پر ہاجر علیہاالسلام بول اٹھیں کہ پھر اللہ ہماری حفاظت کرے گا، وہ ہم کو ہلاک نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ واپس آگئیں اور ابراہیم روانہ ہوگئے، جب وہ ثنیہ پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ دکھائی نہیں دیتے تھے تو ادھر رخ کیا، جہاں اب کعبہ ہے (جہاں پر ہاجرا اور اسماعیل علیہ السلام کو چھوڑ کر آئے تھے) پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو اس بے آب ودانہ میدان میں تیری حرمت والے گھر میں ٹھہرایا ہے۔ادھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کو دودھ پلانے لگیں اور خود پانی پینے لگیں۔ آخر جب مشک کا سارا پانی ختم ہوگیا تو وہ پیاسی رہنے لگیں اور ان کے لخت جگر بھی پیاسے رہنے لگے۔وہ اب دیکھ رہی تھیں کہ سامنے ان کا بیٹا (پیاس کی شدت) سے پیچ وتاب کھارہا ہے یا (کہا کہ) زمین پر لوٹ رہا ہے۔وہ وہاں سے ہٹ گئیں کیونکہ اس حالت میں بچے کو دیکھنے سے ان کا دل بے چین ہوتا تھا۔ صفا پہاڑی وہاں سے نزدیک تر تھی۔وہ (پانی کی تلاش میں) اس پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کرکے دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی انسان نظر نہیں آیا، وہ صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھالیا کہ (تاکہ دوڑتے وقت نہ الجھیں) اور کسی پریشان حال کی طرح دوڑنے لگیں پھر وادی سے نکل کر مروہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر کھڑی ہوکر دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔اس طرح انہوں نے سات چکر لگائے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (صفا اور مروہ کے درمیان) لوگوں کے لئے دوڑنا اسی وجہ سے مشروع ہوا۔(ساتویں مرتبہ) جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی، انہوں نے کہا، خاموش! یہ خود اپنے ہی سے وہ کہہ رہی تھیں اور پھر آواز کی طرف انہوں نے کان لگادیئے۔آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی پھر انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز میں نے سنی۔اگر تم میری مدد کرسکتے ہو تو کرو، کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں اب زم زم کا کنواں ہے وہیں ایک فرشتہ موجود ہے۔فرشتے نے اپنی ایڑی سے زمین میں گڑھا کردیا، یا یہ کہا کہ اپنے بازو سے، جس سے وہاں پانی ابل آیا۔ہاجر علیہاالسلام نے اسے حوض کی شکل میں بنادیا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کردیا (تاکہ اسے بہنے نہ پائے) اور چلو سے پانی مشکیزہ میں ڈالنے لگیں، جب وہ بھر چکیں تو وہاں سے چشمہ پھر ابل پڑا۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ! ام اسماعیل پر رحم کرے، اگر اب زم زم کو انہوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا یا آپ نے فرمایا کہ چلو سے مشکیزہ نہ بھرا ہوتا تو اب زم زم ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت میں ہوتا، بیان کیا کہ پھر ہاجر علیہاالسلام نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے کو بھی پلایا۔اس کے بعد ان سے فرشتے نے کہا کہ اپنے برباد ہونے کا خوف ہرگز نہ کرنا کیونکہ یہیں اللہ کا گھر ہوگا، جسے یہ بچہ

اور اس کا باپ تعمیر کریں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔اب جہاں بیت اللہ ہے اس وقت وہاں ٹیلے کی طرح زمین اٹھی ہوئی تھی ،سیلاب کا دھارا آتا اور اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا ہے،اس طرح وہاں کے دن رات گزرتے رہے اور آخر ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے یا (آپ نے فرمایا کہ) قبیلہ جرہم کے چند گھرانے مقام کداء (مکہ کا بالائی حصہ) کے راستے سے گزر کر مکہ کے نشیبی علاقے میں انہوں نے پڑاؤ کیا (قریب ہی انہوں نے منڈلاتے ہوئے پرندے) دیکھے،ان لوگوں نے کہا یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے۔حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ہم اس میدان سے گزرے ہیں یہاں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔آخر انہوں نے اپنا ایک آدمی یا دو آدمی بھیجے۔وہاں انہوں نے واقعی پانی پایا چنانچہ انہوں نے واپس آکر پانی کی اطلاع دی۔اب یہ سب لوگ یہاں آئے۔راوی کہتے ہیں:اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس وقت پانی پر ہی بیٹھی تھیں۔ان لوگوں نے کہا کہ کیا ہمیں اپنے پڑوس میں پڑاؤ ڈالنے کی اجازت دیں گی؟ہاجرہ نے فرمایا:ہاں اس شرط پر کہ پانی پر تمہارا کوئی حق نہ ہوگا۔انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔

صحیح البخاری:3364

پیارے بیٹے کی قربانی:

سیدنا اسماعیل علیہ السلام اپنی والدہ کے ساتھ وادی مکہ میں پروان چڑھتے رہے اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام وقتاً فوقتاً ان کی خبر گیری کرنے کے لیے ان کے پاس آتے رہتے۔جب وہ کچھ بڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ایک دوسری آزمائش میں مبتلا کر دیا۔انہیں خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر رہے ہیں۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام اسے وحی الٰہی سمجھ کر فوراً آمادہ تعمیل ہوئے۔انہوں نے اپنے بیٹے سے مشورہ کیا تو اس نے بھی حکم الٰہی کے آگے سر جھکا دیا:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ (سورة الصفات:102)

وہ لڑکا جب اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کرنے کی عمر کو پہنچ گیا تو (ایک روز) ابراہیم (علیہ السلام) نے اس سے کہا: بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔اب تو بتا تیرا کیا خیال ہے؟اس نے کہا:اے ابا جان جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے کر ڈالیے۔آپ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

○باپ بیٹے دونوں تسلیم واطاعت کے جذبے سے سرشار ہوکر خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے مضطرب ہوگئے۔باپ نے بیٹے کو قربان کرنے کے لیے بچھاڑ دیا اور قریب تھا کہ چھری بیٹے کے حلقوم پر چل جائے۔غیب سے ندا آئی: ابراہیم تم نے خواب کو سچ کر دکھایا اور آزمائش میں کامیاب ہوگئے۔مقصود کسی کو ذبح کروانا نہیں بلکہ امتحان لینا تھا۔قرآن نے بہت اعجاز کے ساتھ اس منظر کر بیان کیا ہے:

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ (سورة الصافات:103/107)

توجب دونوں نے حکم مان لیا اور اس نے اسے پیشانی کی ایک جانب گرا دیا۔اور ہم نے اسے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے خواب سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔

آزمائش میں کامیابی کے بعد بطورِ انعام اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری:

اللہ تعالیٰ نے اکلوتے بیٹے کو قربانی کا حکم دے کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جو آزمائش کی تھی، جب وہ اس میں پورے اترے تو اس نے سیدہ سارہ سے بھی ایک بیٹے کی بشارت دی۔بائبل میں ہے کہ اس وقت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو سال اور سیدہ سارہ علیہا السلام کی عمر نوے سال تھی۔سورۃ الصافات میں واقعہ ذبح کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ (سورة الصافات:112/113)

اور ہم نے اسے اسحاق (علیہ السلام) کی بشارت دی، جو نبی ہوگا، صالح لوگوں سے (ہوگا)۔اور ہم نے اس پر اور اسحاق (علیہ السلام) پر برکت نازل کی اور ان دونوں کی اولاد میں سے کوئی نیکی کرنے والا ہے اور کوئی اپنے آپ پر صریح ظلم کرنے والا ہے۔

○یہ بشارت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں کی طرف سے دی گئی تھی۔فرشتے اجنبی انسانوں کے بھیس میں ان کے ہاں پہنچے۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کی ضیافت کا اہتمام کیا مگر انہیں کھانے پر آمادہ نہ دیکھ کر ڈرنے لگے، فرشتوں نے ان کی گھبراہٹ دور کرتے انہیں سیدہ سارہ علیہا السلام سے ایک بیٹے کی بشارت دی۔سیدہ سارہ علیہا السلام یہ گفتگو سن رہی تھیں، انہوں نے انتہائی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہ اب بڑھاپے میں سے اولاد ہوگی؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ یوں بیان فرمایا ہے:

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ

مُنْكَرُونَ فَرَاغَ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ قَالُوا كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ (سورة الذاريات:30/24)

کیا تیرے پاس ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی بات آئی ہے؟ جب وہ اس پر داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کہا۔اس نے کہا سلام ہو، کچھ کچھ اجنبی لوگ ہیں۔سو چپکے سے اپنے گھر والوں کی طرف گیا، پس (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آیا۔پھر اسے ان کے قریب کیا کہا کیا تم نہیں کھاتے؟ تو اس نے ان سے دل میں خوف محسوس کیا، انہوں نے کہا مت ڈر! اور انہوں نے اسے ایک بہت علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔تو اس کی بیوی چیختی ہوئی آگے بڑھی، پس اس نے اپنا چہرہ پیٹ لیا اور اس نے کہا بوڑھی بانجھ! انہوں نے کہا تیرے رب نے ایسے ہی فرمایا ہے، یقیناً وہی کمال حکمت والا، بے حد علم والا ہے۔

سیدنا اسماعیل (علیہ السلام) کی شادی:

جیسے ہی سیدنا اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے تو ان کی شادی کر دی گئی۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام کنعان سے اکثر اپنے بیٹے سے ملاقات کے لیے آیا کرتے تھے۔صحیح بخاری میں ہے:

(سیدنا ابراہیم علیہ السلام) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد ایک مرتبہ آئے تو وہ گھر پر نہیں تھے۔اپنی بہو سے دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ہمارے لیے روزی روٹی کا سامان تلاش کرنے گئے ہیں۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کھانے پینے اور رہن سہن کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا: ہم بہت تنگی اور پریشانی میں ہیں اور بہت تکلیف اٹھاتے ہیں، اور ادھر کی بہت سی شکایتیں کیں۔یہ سن کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آجائے تو اسے میرا سلام پہنچانا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دے۔سیدنا اسماعیل علیہ السلام گھر آئے تو بیوی نے سارا حال سنایا اور یہ بھی بتایا کہ ایک بڑے بزرگ آئے تھے۔فلاں فلاں باتیں پوچھ رہے تھے۔میں نے سب کچھ بتا دیا تو جاتے جاتے آپ سے کہہ گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں۔سیدنا اسماعیل علیہ السلام سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ وہ میرے والد تھے، انہوں نے مجھ سے طلاق دینے کو کہا ہے، میں تمہیں طلاق دیتا ہوں اور تم اپنے گھر چلی جاؤ۔

○ اس کے بعد سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے دوبارہ شادی کی۔کچھ عرصے کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے، اس دن بھی ان کی ملاقات سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے نہیں ہوئی، گھر میں صرف ان کی بیوی تھی۔اس سے دریافت کیا اس نے بتایا کہ وہ ہمارے لیے رزق کی تلاش میں گئے ہیں۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے گھر کا حال

پوچھا تو اس نے جواب دیا: ہم بہت خوشحالی کے ساتھ رہ رہے ہیں، کوئی پریشانی نہیں ہے اور ساتھ اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کی حمد و ثنا بیان کی۔ کھانے پینے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان میں برکت کی دعا کی اور جاتے ہوئے فرمایا: جب اسماعیل علیہ السلام آجائیں تو انہیں میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں۔ جب سیدہ اسماعیل علیہ السلام آئے تو انہیں کسی کے آنے کا شبہ ہوا۔ انہوں نے بیوی سے پوچھا: کیا کوئی یہاں آیا تھا؟ اس نے بتایا: ہاں ایک بزرگ آئے تھے اور فلاں فلاں باتیں دریافت کر رہے تھے۔ پھر اس نے تمام باتیں بتائیں اور کہا کہ وہ جاتے ہوئے یہ بھی کہہ گئے کہ میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ اس دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھیں۔ اس نے اس بزرگ کی تعریف کی، اس پر اسماعیل علیہ السلام نے کہا: وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہو۔

تعمیر خانہ کعبہ

جد الانبیاء جناب ابراہیم علیہ السلام نے پیغام الٰہی کے ابلاغ کے لیے ہزاروں میلوں کا سفر کیا۔ مختلف علاقوں میں تشریف لے گئے اور بہت سی قوموں اور قبیلوں میں وقت گزارا۔ انہوں نے ہر جگہ یہی دیکھا کہ لوگ اللہ رب العالمین کی عبادت کرنے کی بجائے مٹی اور پتھروں کے بے جان بتوں کی عبادت کرتے، ان کے ہیکل اور عبادت خانے تعمیر کرتے اور ان کے سامنے نذر و نیاز گزارتے تھے۔ مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہر جگہ خواہش یہی تھی کہ لوگ اللہ واحد کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

لہٰذا اب ضرورت تھی کہ ایک ایسا گھر تعمیر کیا جائے جو توحید کا مرکز بنے، جہاں صرف اللہ کی عبادت ہو، جہاں سے ہدایت کی کرنیں پھوٹیں اور پوری دنیا کے کونے کونے کو منور کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں یہ گھر تعمیر فرمایا:

وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (سورة الحج:26)

اور جب ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے بیت اللہ کی جگہ متعین کر دی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع، سجود کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

کعبہ کی سب سے پہلی تعمیر:

قرآن مجید کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تعمیر سے قبل بھی خانہ کعبہ کی تعمیر ہو چکی تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (سورۃالحج:29)

اوراس قدیم گھر کا طواف کریں۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ فرمایا:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ(سور ۃ البقرہ:127)

اور یاد کرو جب ابراہیم اوراسماعیل اس گھر کی دیواریں اٹھارہے تھے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اس تعمیر سے قبل بھی اس کی بنیادیں موجود تھیں۔

تعمیرابراہیمی:

تعمیرابراہیمی کے متعلق صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ:

ثُمَّ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ، قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا، وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا، قَالَ: فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا القَوَاعِدَ مِنَ البَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ البِنَاءُ، جَاءَ بِهَذَا الحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الحِجَارَةَ

پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اسماعیل! اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی: آپ کے رب نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اسے ضرور پورا کریں۔ انہوں نے فرمایا اورتم میری مدد کرسکو گے؟ کہا میں آپ کی مدد کروں گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی مقام پر اللہ تعالیٰ کا گھر بناؤں اور آپ نے ایک اوراونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے چاروں طرف! کہا کہ اس وقت ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیاد پر عمارت کی تعمیر شروع کی۔ اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اورابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے تھے۔ جب دیواریں بلند ہوگئیں تو اسماعیل علیہ السلام یہ پتھر لائے اور براہیم علیہ السلام کے لیے اسے رکھ دیا۔ اب ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہوکر تعمیر کرنے لگے۔

○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام جب اس گھر کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے کہا:

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (سورۃ البقرۃ:127/128)

اور جب ابراہیم (علیہ السلام) اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہا تھا اور اسماعیل (علیہ السلام) بھی۔اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہمیں ہمارے عبادت کے طریقے دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی نہایت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔

○اس وقت تک مکہ میں زیادہ آبادی نہ تھی۔وہاں کی زمین بے آب و گیاہ اور بنجر تھی۔سبزہ اگتا تھا، نہ پیداوار ہوتی تھی۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر یہ بھی دعا کی:

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (سورۃ البقرۃ:125/126)

اور جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے لوٹ کر آنے کی جگہ اور سراسر امن بنایا، اور تم ابراہیم کی جائے قیام کو نماز کی جگہ بناؤ۔اور ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) کو تاکیدی حکم دیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو۔اور جب ابراہیم نے کہا اے میرے رب! اس (جگہ) کو ایک امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں سے رزق دے، جو ان میں سے اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے۔ فرمایا اور جس نے کفر کیا تو میں اسے بھی تھوڑا سا فائدہ دوں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف بے بس کروں گا اور وہ لوٹنے کی بری جگہ ہے۔

اعلانِ حج:

باری تعالیٰ نے بیت اللہ کو مرکزیت عطا کرنے کے لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اس کا حج کرنے کے لیے عام منادی کر دیں اور ساتھ ہی خوشخبری بھی دے دیں کہ لوگ اس منادی پر دیوانہ وار دوڑ پڑیں اور دور دراز سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے اس کی زیارت کے لیے آئیں، ارشاد ہے:

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (سورة الحج:27/29)

اور لوگوں میں حج کا اعلان کردے،وہ تیرے پاس پیدل اور ہر لاغر سواری پر آئیں گے،جو ہر دور دراز راستے سے آئیں گی۔تاکہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان پالتو چوپاؤں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انہیں دیے ہیں،سو ان میں سے کھاؤ اور تنگ دست محتاج کو کھلاؤ۔

○شاید یہ بات حقیقت واقعہ کے طور پر درست نہ ہو لیکن استعارے کی زبان میں حرف بحرف صادق آتی ہے کہ ہزاروں سال سے لوگ جس کثرت سے اور جس شوق اور فرط محبت سے فریضہ حج ادا کر رہے ہیں اور ہر سال ان کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے،اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی منادی کی بازگشت اب بھی فضاؤں میں گونج رہی ہے اور لوگ جوق در جوق لبیک کہہ رہے ہیں۔

رائٹر: حافظ زبیر بن خالد مرجالوی

ہمارے خطبات اور دروس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجئے

کال کے لیے:
حافظ زبیر بن خالد مرجالوی
03086222418
03111701903

واٹس ایپ رابطہ کے لیے:
03111701903
03036604440
03086222416